حج کی اہمیت اور فلسفہ

(نہج البلاغہ کی روشنی میں ایک مطالعہ)

روشن علی*

roshanali007@yahoo.com

کلیدی کلمات: حج، استطاعت، فرض، فلسفہ، خانہ کعبہ، امت، اجتماع وغیرہ

خلاصہ

حج عالم اسلام کے تمام اجتماعات میں سب سے زیادہ اہم، طولانی اور متنوع اجتماع ہے، جس کو عوامی اسلامی اجتماع کا نام دینا بجا ہے۔ ہر شخص پر استطاعت کی صورت میں زندگی میں ایک بار یہ فریضہ بجالانا واجب ہے۔ حج کے دوران تمام حجاج خاص ایام میں خاص اعمال انجام دینے کے پابند ہیں۔ سب کا ایک طرح کا لباس پہننا اور ایک طرح کے کلمات ادا کرنا ضروری ہے۔ یہ دنیا میں ایسا بے مثال عمل ہے، جس میں ایک ہی وقت اور ایک ہی جگہ کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ سب افراد پر لازم ہے کہ وہ اس عمل کو ماہ ذوالحجہ کے خاص دنوں میں انجام دیں نہ کسی دوسرے ماہ یا دوسرے دنوں میں۔ اسی طرح سب پر لازم ہے کہ وہ اس عمل کو ایک خاص سرزمین پر انجام دیں، ایسی سرزمین جس پر پہلی بار خداوند یکتا کی عبادت کیلئے ایک گھر تعمیر کیا گیا، جس گھر کو بیت اللہ کہا جاتا ہے۔ اس مقالے میں بیت اللہ کی عظمت و تاریخ نیز حج کے فلسفہ، اہمیت اور احکام کو نہج البلاغہ کی روشنی میں بیان کیا جائے گا۔

مقدمہ

پیغمبر اکرم ﷺ نے مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور مساوات کے بارے میں مشہور و معروف حدیث میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ اے لوگو، تم لوگوں کا پروردگار ایک ہے، تم لوگوں کا باپ ایک ہے، تم سب لوگ آدم علیہ السلام کے فرزند ہو، اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔ تم میں سے سب سے زیادہ قابل احترام وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے مگر تقوی کے ذریعے۔ آپ ﷺ نے یہ باتیں، جو وحدت اور اتحاد کی طرف دعوت ہیں، مکہ، منی اور عرفات کی سرزمین پر، حج انجام دیتے ہوئے، اپنی زندگی کے آخری حج کے موقع پر ارشاد فرمائی تھیں، جو حجۃالوداع کے نام سے معروف ہے۔ آپؐ نے اس اعلان کیلئے اس جگہ کا انتخاب کیا، تا کہ قیامت تک جب بھی لوگ یہاں حج کرنے آئیں تو وہ پیغمبر اکرم ﷺ کی نصیحت کو یاد کریں اور ہوشیار ہو رہیں کہ تفرقہ بازی کا راستہ اختیار نہ کریں۔ یہاں پر ایک دوسرے کے ہاتھ کو دوستی اور بھائی چارے سے دبائیں۔ باہمی اتحاد کی تمام رکاوٹوں کو ختم کر دیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مادی اور معنوی معاہدوں اور تحائف کا تبادلہ کریں۔ اسی طرح امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام جو کہ نبی کریم ﷺ کے خلیفہ اور جانشین ہیں انہوں نے بھی اپنے خطبات، مکتوبات اور اقوال وغیرہ میں حج کا فلسفہ اور اہمیت بیان فرمائی ہے۔ ہم اس مقالے میں بعض نمایاں عناوین کے تحت نہج البلاغہ کی رروشنی میں حج کے فلسفہ، اہمیت اور احکام وغیرہ کو بیان کرنے کی سعی کریں گے۔

خانہ کعبہ کی عظمت

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام حج کی فرضیت اور خانہ کعبہ کی عظمت کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

*۔ اسٹنٹ پروفیسر اسلام آباد ماڈل کالج فار بوائز، ایف 10/3 اسلام آباد

''وَ فَرَضَ عَلَيْكُمْ حَجَّ بَيْتِهِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلَهُ قِبْلَةً لِلْأَنَامِ يَرِدُونَهُ وُرُودَ الْأَنْعَامِ وَ يَأْلَهُونَ إِلَيْهِ وُلُوهَ الْحَمَامِ وَ جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ عَلَامَةً لِتَوَاضُعِهِمْ لِعَظَمَتِهِ وَإِذْعَانِهِمْ لِعِزَّتِهِ۔ ''(1)

یعنی: ''اللہ نے اپنے گھر کا حج تم پر واجب کیا۔ جسے لوگوں کا قبلہ بنایا۔ جہاں لوگ اس طرح کھنچ کر آتے ہیں، جس طرح پیاسے حیوان پانی کی طرف۔ اور اس طرح وارفتگی سے بڑھتے ہیں، جس طرح کبوتر اپنے آشیانوں کی جانب۔ اللہ جلّ شان نے اس کو اپنی عظمت کے سامنے ان کی فروتنی و عاجزی اور اپنی عزت کے اعتراف کا نشان بنایا ہے۔''

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں: خانہ کعبہ کے حج کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے فرض قرار دیا اور ساتھ ہی اسے قبلہ بھی بنایا ہے تاکہ پوری دنیا کہ لوگ اس کی طرف منہ کرکے نماز ادا کریں اور اسی طرح دیگر عبادات انجام دیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں بھی ارشاد ہے:

''قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ۔'' (2)

ترجمہ: ''ہم آپ کو بار بار آسمان کی طرف منہ کرتے دیکھ رہے ہیں، سو اب ہم آپ کو اسی قبلے کی طرف پھیر دیتے ہیں، جسے آپ پسند کرتے ہیں، اب آپ اپنا رخ مسجد الحرام کی طرف کریں اور تم لوگ جہاں ہو اس کی طرف رخ کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو لوگوں کا قبلہ بنایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کی تعمیر کا حکم دیا۔ خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کا حج کرنے کے لیے لوگوں کو پکارنے کا حکم دیا، جس کے متعلق قرآن کریم میں اس طرح ارشاد ہے:

''وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ۔'' (3)

ترجمہ: ''اور لوگوں میں حج کے لیے اعلان کرو کہ لوگ آپ کے پاس دور دور راستوں سے پیدل چل کر اور کمزور اونٹوں پر سوار ہو کر آئیں۔''

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل کرکے لوگوں کو آواز دی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو تمام لوگوں کی ارواح تک پہنچایا اور ان کی روحوں نے اس بلاوے پر لبیک کہا۔ یہی وجہ ہے کہ آج لاکھوں لوگ حج کرنے خانہ کعبہ پہنچ جاتے ہیں۔ اسی طرح تفسیر قمی میں ایک روایت میں اس طرح ارشاد ہے:

جب ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ لوگوں کو حج بیت اللہ کے لیے آواز دیں تو ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رب میری آواز کو لوگوں تک کون پہنچائے گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم آواز دو اس آواز کو پہنچانا ہمارا ذمہ ہے۔۔۔۔ لہٰذا ابراہیم علیہ نے کہا اے لوگو! تمہارے اوپر بیت عتیق کا حج فرض کیا گیا ہے، پس تم اپنے رب کے حکم کو قبول کرو اور اس کا جواب دو، پس ساتوں سمندروں کے نیچے تک کی مخلوق نے لبیک کہی اسی طرح مشرق و مغرب کے درمیان یہاں تک کہ تمام زمین کے اطراف و اکناف سے لبیک کی صدا بلند ہوئی اور روحوں نے مردوں کے صلبوں سے اور ماؤں کے رحموں سے لبیک کی صدائیں بلند کیں۔ (4)

حجاج کرام کی تاریخ اور عظمت

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

''وَ اخْتَارَ مِنْ خَلْقِهِ سُمَّاعاً أَجَابُوا إِلَيْهِ دَعْوَتَهُ وَ صَدَّقُوا كَلِمَتَهُ وَ وَقَفُوا مَوَاقِفَ أَنْبِيَائِهِ وَ تَشَبَّهُوا بِمَلَائِكَتِهِ الْمُطِيفِينَ بِعَرْشِهِ يُحْرِزُونَ الْأَرْبَاحَ فِي مَتْجَرِ عِبَادَتِهِ وَيَتَبَادَرُونَ عِنْدَهُ مَوْعِدَ مَغْفِرَتِهِ۔'' (5)

ترجمہ: ''اُس نے اپنی مخلوق میں سے سننے والے لوگ چن لیے، جنہوں نے اس کی آواز پر لبیک کہا اور اس کے کلام کی تصدیق کی وہ انبیا کی جگہوں پر ٹھہرے۔ عرش پر طواف کرنے والے فرشتوں سے مشابہت اختیار کی۔ وہ اپنی عبادت کی تجارت گاہ میں منفعتوں کو سمیٹتے ہیں اور اس کی وعدہ گاہ مغفرت کی طرف بڑھتے ہیں۔''

اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے:

''إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكاً وَ هُدىً لِلْعالَمِينَ۔ فِيهِ آياتٌ بَيِّناتٌ مَقامُ إِبْراهِيمَ وَ مَنْ دَخَلَهُ كانَ آمِناً وَ لِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً وَ مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعالَمِينَ۔'' (6)

ترجمہ: ''سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لیے بنایا گیا وہ وہی ہے جو مکہ میں ہے، جو عالمین کے لیے بابرکت اور راہنما ہے۔ اس میں واضح نشانیاں ہیں (مثلا) مقام ابراہیم اور جو اس میں داخل ہوا وہ امان والا ہو گیا اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس گھر کا حج کرے اور جو کوئی اس سے انکار کرتا ہے تو اس کا اپنا نقصان ہے اللہ تو اہل عالم سے بے نیاز ہے۔''

اسی طرح امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث مروی ہے:

''قَالَ: ''مَا خَلَقَ اللهُ۔ عَزَّوَ جَلَّ۔ بُقْعَةً فِي الْأَرْضِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهَا'' ثُمَّ أَوْمَأَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْكَعْبَةِ ''وَ لَاأَكْرَمَ عَلَى اللهِ۔ عَزَّوَ جَلَّ۔ مِنْهَا لَهَا، حَرَّمَ اللهُ الْأَشْهُرَ الْحُرُمَ فِي كِتَابِهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضَ۔'' (7)

یعنی: ''اللہ تعالیٰ نے زمین میں کوئی ایسا حصہ نہیں خلق کیا جو خانہ کعبہ سے زیادہ اس کو محبوب ہو، اس کے بعد امامؑ نے خانہ کعبہ کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور (فرمایا) نہ ہی کوئی جگہ اس سے زیادہ عزت والی ہے اللہ کے ہاں، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کے مہینوں کو حرام قرار دیا ہے اس دن سے جب سے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو خلق کیا ہے۔''

اسلام کا پرچم اور پناہ گاہ

امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

''جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَىٰ لِلْإِسْلَامِ عَلَماً وَ لِلْعَائِذِينَ حَرَماً۔'' (8)

یعنی: ''اللہ سبحانہ نے اس گھر کو اسلام کا نشان اور پناہ چاہنے والوں کے لیے حرم بنایا ہے۔''

حج کی فرضیت اور استطاعت

حضرت علی علیہ السلام حج کی فرضیت اور اس کی شرائط کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''فَرَضَ حَقَّهُ وَ أَوْجَبَ حَجَّهُ وَ كَتَبَ عَلَيْكُمْ وِفَادَتَهُ فَقَالَ سُبْحَانَهُ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ۔'' (9)

یعنی: ''اس کا حج فرض اور ادائیگی حق کو واجب کیا ہے اور اس کی طرف راہ نوردی فرض کر دی ہے۔ چنانچہ اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ اللہ کا واجب الادا حق لوگوں پر یہ ہے کہ وہ خانہ کعبہ کا حج کریں، جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو اور جس نے کفر کیا تو جان لے کہ اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔''

حج کے فائدے

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام حج کے فائدے بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَوَسَّلَ بِهِ الْمُتَوَسِّلُونَ إِلَى اللهِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى۔۔۔۔۔ وَحَجُّ الْبَيْتِ وَ اعْتِمَارُهُ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَ يَرْحَضَانِ الذَّنْبَ۔۔'' (10)

یعنی: ''اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈھنے والوں کے لیے بہترین وسیلہ ۔۔۔۔۔۔۔ خانہ کعبہ کا حج اور عمرہ بجالانا ہے کہ وہ فقر کو دور کرتے ہیں اور اور گناہوں کو دھو دیتے ہیں۔''

اسی طرح ایک حدیث مبارکہ میں بھی بیان ہے:

''وَحِجُّ الْبَيْتِ وَ الْعُمْرَةُ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَ يُكَفِّرَانِ الذَّنْبَ وَ يُوجِبَانِ الْجَنَّةَ۔'' (11)

یعنی: ''حج بیت اللہ اور عمرہ یہ دونوں فقر کو دور کرتے ہیں اور گناہوں کو دھو دیتے ہیں اور جنت کو واجب قرار دیتے ہیں۔''

اس جملے میں حضرت علی علیہ السلام نے حج اور عمرہ کے تین فائدے ذکر کیے ہیں، پہلا یہ ہے کہ یہ فقر کو دور کرتے ہیں، دوسرا یہ ہے کہ یہ گناہوں کو دور کرتے ہیں، تیسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ جنت کو واجب قرار دیتے ہیں۔

حج کا اہتمام کرنا

مولائے متقیان امیر المومنین علیہ السلام مکہ کے والی اور گورنر کو خصوصی ہدایت دیتے ہوئے لوگوں کے لیے حج کا اہتمام کرنے کا حکم دیتے ہیں :

''أَمَّا بَعْدُ فَأَقِمْ لِلنَّاسِ الْحَجَّ وَ ذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللهِ۔'' (12)

یعنی: ''لوگوں کے لیے حج کے قیام کا سر و سامان کرو اور اللہ تعالیٰ کے یادگار دنوں کی یاد دلاؤ۔''

اسی طرح مزید انہیں فرماتے ہیں:

''وَ مُرْ أَهْلَ مَكَّةَ أَلَّا يَأْخُذُوا مِنْ سَاكِنٍ أَجْراً فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ يَقُولُ سَواءً الْعاكِفُ فِيهِ وَ الْبادِ فَالْعَاكِفُ الْمُقِيمُ بِهِ وَ الْبَادِي الَّذِي يَحُجُّ إِلَيْهِ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِ۔'' (13)

ترجمہ: ''مکہ والوں کو حکم دو کہ وہ باہر سے آکر ٹھہرنے والوں سے کرایہ نہ لیں، کیونکہ اللہ سبحانہ فرماتا ہے کہ اس میں عاکف اور بادی یکساں ہیں۔ عاکف وہ ہے جو اس میں مقیم ہو اور بادی وہ ہے جو باہر سے حج کے لیے آیا ہے۔''

اس حکم سے واضح ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ آنے والے حجاج کرام سے ٹھہرنے کے لیے کرایہ لینا جائز نہیں ہے۔ ساتھ قرآن کریم کی آیت سے دلیل پیش کرتے ہیں کہ اس شہر مکہ مکرمہ میں یہاں رہائشی اور مسافر دونوں کو برابری حاصل ہے لہٰذا دور سے آنے والے لوگوں سے رہائش کا کرایہ نہ لیا جائے۔ اسی طرح نبی کریم صلی للہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''وَ عَنْهُ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَنَّهُ كَرِهَ إِجَارَةَ بُيُوتِ مَكَّةَ وَ قَرَأَ سَواءً الْعاكِفُ فِيهِ وَ الْبادِ۔'' (14)

یعنی: ''حضرت علی علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کے گھروں کو اجرت پر دینا ناپسند کیا کرتے تھے اور اس آیت کی سَواءً الْعاكِفُ فِيهِ وَ الْبادِ تلاوت کرتے تھے۔''

ضعفاء کا جہاد

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے حج کو ضعفاء کا جہاد قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

''وَ الْحَجُّ جِهَادُ كُلِّ ضَعِيفٍ۔'' (15) یعنی: ''حج ہر کمزور کا جہاد ہے۔''

اسی طرح کافی کی ایک حدیث میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

''عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ جُنْدَبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الْحَجُّ جِهَادُ الضَّعِيفِ۔'' (16)

یعنی: ''امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حج ضعیف کا جہاد ہے۔''

قربانی

حضرت علی علیہ السلام قربانی کے جانور کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

''وَ مِنْ تَمَامِ الْأُضْحِيَّةِ اسْتِشْرَافُ أُذُنِهَا وَ سَلَامَةُ عَيْنِهَا فَإِذَا سَلِمَتِ الْأُذُنُ وَ الْعَيْنُ سَلِمَتِ الْأُضْحِيَّةُ وَ تَمَّتْ وَ لَوْ كَانَتْ عَضْبَاءَ الْقَرْنِ تَجُرُّ رِجْلَهَا إِلَى الْمَنْسَكِ۔'' (17)

یعنی: ''قربانی کے جانور کا کمال یہ ہے کہ اس کے کان بلند ہوں اور آنکھیں سلامت ہوں کہ اگر کان اور آنکھ سلامت ہیں تو گویا قربانی بھی سالم اور مکمل ہے، چاہے اس کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں اور پیر گھسیٹ کر اپنے کو قربان گاہ تک لے جائے۔''

حج کا فلسفہ

حضرت علی علیہ السلام مختلف اسلامی احکام کے فلسفے کو بیان کرتے ہوئے حج کے بارے میں فرماتے ہیں:

''فَرَضَ اللہُ۔۔۔۔وَالْحَجَّ تَقْرِبَةً(تَقْوِيَةً)لِلدِّينِ۔'' (18)

یعنی: ''اللہ تعالیٰ نے حج کو فرض کیا پیروان دین کو ایک دوسرے سے نزدیک کرنے کے لیے (دین کو تقویت پہنچانے کے لیے۔)''

حج مسلمانوں کے ایک دوسرے سے قریب ہونے اور تمام مسلمانوں تک ان کی آواز پہنچانے کے لیے ہے۔ اتنے سارے قلوب کو جو چیز آپس میں جوڑتی ہے وہ، وہی پیغام ہے جو پہلی بار اس سرزمین سے نکلا تھا اور دنیا کے طول و عرض اور پوری تاریخ تک پہنچ گیا تھا، اور وہ تھا توحید اور اتحاد کا پیغام، خدا کی توحید اور امت کا اتحاد۔ توحید، طاغوتوں، سامراجیوں اور طاقت اور دھوکے سے کام لینے والوں کی خدائی کا انکار ہے اور اتحاد مسلمانوں کی عزت و اقتدار کا مظہر۔ حج کے دوران کسی بھی تحریر یا تقریر سے زیادہ اس جاوداں پیغام کو ہر سال اس عظیم اجتماع کی صورت میں دہرایا اور پورے عالم اسلام تک پہنچایا جاتا ہے۔

پس حج کا مقصد یہ ہے کہ حلقہ بگوشان اسلام اطراف واکناف عالم سے سمٹ کر ایک مرکز پر جمع ہوں تاکہ اس عالمی اجتماع سے اسلام کی عظمت کا مظاہرہ ہو اور اللہ کی پرستش و عبادت کا ولولہ تازہ اور آپس میں روابط کے قائم کرنے کا موقع حاصل ہو۔ اس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد رب العزت ہے:

''لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ۔'' (19)

ترجمہ: ''تاکہ اپنے فائدے کے کاموں کے لئے حاضر ہوں اور (قربانی کے) ایام معلوم میں چہار پایایوں (کے ذبح کے وقت) جو خدا نے ان کو دیے ہیں ان پر خدا کا نام لیں اس میں سے تم بھی کھاؤ اور فقیر درماندہ کو بھی کھلاؤ۔''

حج کا فلسفہ دین کی تقویت (یا پیروان دین کو ایک دوسرے سے نزدیک کرنا) ہے۔ بہر حال ان دونوں میں سے ایک مقصود ہے۔ اگر اس بیان کا مطلب یہ ہو کہ حج کا فلسفہ دین کو مضبوط کرنا ہے تو اس کا معنی یہ بنے گا کہ حج کے عظیم اجتماع کے ذریعے مسلمانوں کے ایک دوسرے سے تعلقات مزید مضبوط ہو جاتے ہیں اور مسلمانوں کا ایمان مزید پکا ہو جاتا ہے، اس طرح سے اسلام اور زیادہ مضبوط اور طاقتور ہو جاتا ہے۔

لیکن اگر مولائے متقیان علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا مقصود یہ ہو کہ حج کا فلسفہ دین کو نزدیک کرنا ہے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ حج کا مقصد مسلمانوں کے قلوب کو ایک دوسرے سے نزدیک کرنا ہے، جس کا نتیجہ بھی اسلام کی مضبوطی اور طاقت ہے۔

اسی طرح امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ایک اور مقام پر حج کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

''جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ لِلْإِسْلَامِ عَلَماً۔'' (20)

یعنی: ''اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کعبہ کو اسلام کا پرچم قرار دیا ہے۔''

قدیم الایام سے معمول ہے کہ ایک دوسرے سے جنگ کرنے کے دوران ہر گروہ اپنا ایک مخصوص پرچم بھی ساتھ رکھتا تھا۔ یہ پرچم ان کی بقا، آزادی اور مزاحمت کی علامت جانا جاتا تھا۔ اس پرچم کے اونچا ہونے کا مطلب اس گروہ کا اجتماعی اعتبار سے زندہ ہونا اور اس کے سرنگوں ہونے کا مطلب اس کی شکست ہوتی تھی۔ گروہ کا سب سے زیادہ بہادر اور شجاع انسان اس پرچم کو اٹھانے کی ذمہ داری سنبھالتا تھا۔ گروہ کے دلیر افراد اس پرچم کے ارد گرد جمع ہوتے تھے تاکہ اس کو گرنے سے بچائے رکھیں۔ لیکن اس کے برعکس، دشمن کی ساری کوشش یہ ہوتی تھی کہ ان کے پرچم کو سرنگوں کرے۔ پرچم ایک مقدس اور قابل احترام چیز تھی۔

آج بھی پرچم قوموں اور ملکوں کی خود مختار حیثیت، آزادی اور اتحاد کی علامت ہے۔ ہر ملک کا ایک پرچم ہے جس کو مقدس جانا جاتا ہے اور اس پر قسم بھی کھائی جاتی ہے۔ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو اسلام کا پرچم قرار دیا ہے، یعنی اسی طرح جیسے ایک پرچم کسی معاشرے کے اتحاد اور باہمی تعاون کی علامت ہوتا ہے اور اس کا سربلند ہونا ان کے زندہ ہونے کی نشانی ہے، خانہ کعبہ بھی اسلام کی نسبت وہی مقام

رکھتا ہے کہ جب تک یہ بلند ہے اور موجود ہے اس وقت تک اسلام باقی ہے اور اسی کی وجہ سے عالم اسلام ایک دوسرے کے ساتھ جڑا ہوا ہے، یعنی تمام مسلمانوں کے اتحاد کی علامت ہے۔

اسی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حج کے اجتماع اور لوگوں کے ایک دوسرے کے قریب ہونے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

''عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ (ع) فَقُلْتُ لَهُ مَا الْعِلَّةُ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا كَلَّفَ اللهُ الْعِبَادَ الْحَجَّ وَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ فَقَالَ إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ إِلَى أَنْ قَالَ وَ أَمَرَهُمْ بِمَا يَكُونُ مِنْ أَمْرِ الطَّاعَةِ فِي الدِّينِ وَ مَصْلَحَتِهِمْ مِنْ أَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَجَعَلَ فِيهِ الِاجْتِمَاعَ مِنَ الشَّرْقِ وَ الْغَرْبِ لِيَتَعَارَفُوا۔'' (21)

یعنی: ''ہشام بیان کرتے ہیں کہ اس نے امام ابو عبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حج بیت اللہ اور طواف کا مکلّف کیوں بنایا ہے، تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور ان کو دینی معاملات میں اطاعت کا حکم دیا اور اسی طرح ان کو دنیا کی مصلحت کے مطابق امور کی انجام دہی کا حکم دیا اور خداوند عالم نے یہ مقرر فرمایا ہے کہ دنیا کے مشرقی اور مغربی حصوں سے تمام افراد وہاں پر جمع ہوں تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔''

پس اس حدیث سے واضح ہو رہا ہے کہ حج کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ دنیا کے اکناف و اطراف سے لوگ آ کر خانہ کعبہ کا طواف کریں اور ایک دوسرے سے متعارف ہوں۔ آج کل ایک اچھی رسم یہ ہے کہ وہ افراد جو کسی پروگرام یا اجتماع میں پہلی بار ایک دوسرے سے آشنا ہوتے ہیں، آپس میں وزیٹنگ کارڈز کا تبادلہ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا نام اور ایڈریس یادداشت کرتے ہیں۔ یہ کام بعد میں مزید آشنائی کا سبب بن جاتا ہے اور باعث بنتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی مصروفیات سے آگاہ ہوں۔ ظاہر ہے کہ اس طرح سے ان کے تعلقات مزید مضبوط ہو جاتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام نے چودہ سو سال پہلے حج کے ذریعے ان کاموں کا راستہ فراہم کر دیا تھا اور حج پر ایک دوسرے سے آشنا ہونے کی تاکید فرمائی ہے۔

حج اور اجتماعی وحدت

حج کے اثرات میں سے ایک اجتماعی اتحاد اور ہم آہنگی ہے۔ ایک شخص کے اکیلے عرفات جا کر دعا کرنے اور ہزاروں افراد کے اکٹھے ہو کر جانے میں فرق ہے۔ انسان کی روح میں اجتماع کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کے متعلق ایک حدیث میں ارشاد ہوتا ہے:

''عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْمَغْرَاءِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: لَا يَزَالُ الدِّينُ قَائِماً مَا قَامَتِ الْكَعْبَةُ۔'' (22)

یعنی: ''امام ابو عبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کعبہ قائم ہوگا، یعنی جب تک کعبہ موجود ہے اسلام بھی قائم و دائم ہے، جب تک حج زندہ اور باقی ہے اسلام بھی زندہ اور باقی ہے۔''

اسلام نفسیاتی حوالے سے ایسے مذہبی اور معنوی ماحول کو اہمیت دیتا ہے جو انسان کے اندر چھپے ہوئے احساسات کے بیدار ہونے کا سبب بنتا ہے۔ سوشل سائنس کے علماء کے نزدیک "محاکات" صرف مادی حیثیت رکھتا ہے اور محض ایک رد عمل ہے، لیکن یہ دراصل روح میں موجود ایک صلاحیت ہے، جس کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ صرف بیدار ہونے کی صورت میں ہی یہ رد عمل کئی سو گنا طاقتور ہو جاتا ہے۔ پس اسلام ہمیں یعنی مختلف قوموں کو جو نہ ایک نسل سے ہیں، نہ ایک زبان بولتے ہیں، نہ ایک رنگ کے ہیں اور نہ ایک حکومت اور قومیت رکھتے ہیں ایک سرزمین پر انتہائی روحانی آمادگی کے ساتھ جمع کرتا ہے۔ یہ ایک بے مثال اجتماع ہے، ایک ایسا اجتماع جو تعداد کے حوالے سے کم نظیر یا شاید بے نظیر ہو، لیکن کوالٹی کے لحاظ سے یقیناً بے نظیر ہے۔ کیونکہ یہ بالکل نیچرل ہے اور اس کے پیچھے کسی قسم کی زبردستی نہیں ہے۔ یہ ایسا اجتماع ہے جو کسی لالچ کے بغیر ہے، بلکہ ہر لالچ کو ترک کرنے کے بعد ہے، ایک ایسا اجتماع جو عیش و عشرت اور تفریح کی خاطر بھی نہیں ہے۔ آج اس کی مشکلات اگرچہ کافی حد تک کم ہو گئی ہیں، لیکن پھر بھی مشکلات کے ہمراہ ہے۔ ایک ایسا اجتماع ہے جس میں کم از کم عارضی طور پر ذاتی افتخارات اور انا پرستی کو ترک کر دیا جاتا ہے۔ سب افراد ایک سوچ اور ایک ذکر اور ایک لباس اور ایک عمل کے ساتھ ایک راستے پر قدم اٹھاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اسلام خود بھی مسلمانوں کی وحدت کا خواہاں ہے اور حج کا ایک بڑا مقصد بھی اسلامی وحدت ہے۔ پہلا دعویٰ اس آیہ شریفہ سے ثابت ہوتا ہے:

''وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔'' (23)

ترجمہ: ''اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔''

یہ آیت کریمہ واضح طور پر مسلمانوں کو اتحاد و وحدت کی دعوت دے رہی ہے اور ان کو اختلاف اور تفرقہ بازی سے روک رہی ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

''وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔'' (24)

ترجمہ: ''اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو واضح دلائل آجانے کے بعد بٹ گئے اور اختلاف کا شکار ہوئے اور ایسے لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے۔''

''وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُم

ترجمہ: ''اور آپس میں نزاع نہ کرو ورنہ ناکام رہوگے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔''

اس آیت کریمہ میں اختلاف کے نقصانات بتائے گئے ہیں کہ اس سے تم ناکام ہو جاوگے اور تمہاری طاقت ختم ہو جائے گی۔ اسی طرح دوسرا دعویٰ امام علی علیہ السلام کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے کہ: ''جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ لِلْإِسْلَامِ عَلَماً۔'' کہ '' خدا نے حج کو اسلام کا پرچم قرار دیا ہے تاکہ تمام مسلمان خود کو اس کے زیر سایہ جمع کریں۔ حج ایسا پرچم ہے جو تمام مسلمانوں کو اپنے زیر سایہ اکٹھا کرنا چاہتا ہے۔ امیر المومنین امام علی علیہ السلام نے اسی طرح فرمایا'' والحج تقوية للدين'' حج کا فلسفہ دین کو مضبوط کرنا ہے۔ دین کو اس طرح سے مضبوط کرنا کہ مسلمان حج پر ایک دوسرے سے آشنا ہوتے ہیں اور ان کی دوستی زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے، اس سے ان کو طاقت و قوت ملتی ہے، جس کی وجہ سے اسلام کو طاقت ملتی ہے اور اسلام مضبوط ہوتا ہے۔

*****

حوالہ جات

1۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱

2۔ سورہ البقرہ، آیت نمبر ۱۴۴

3۔ سورۃ الحجّ: ۲۷

4۔ تفسیر قمی، جلد ۲، صفحہ ۸۴

5۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱

6۔ البقرہ: ۹۶۔۹۷

7۔ الکلینی محمد یعقوب (المتوفی: ۳۲۹ھ ق) الکافی، محقق/ مصحح: غفاری علی اکبر و آخوندی، محمد، بَابُ فَضْلِ النَّظَرِ إِلَى الْكَعْبَةِ، طبع: دار الکتب الاسلامیہ سال ۱۴۰۷ھ ق، جلد ۴، صفحہ ۲۴۰، تہران ایران

8۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱

9۔ نہج البلاغہ، خطبہ

10۔ نہج البلاغہ خطبہ ۱۰۸

11۔ ابن شعبہ حرانی، حسن بن علی (المتوفی: ۴ھ) تحف العقول، محقق/ مصحح: غفاری، علی اکبر، ناشر: جامعہ مدرسین، سال: 1404 / 1363ق، قم ایران

12۔ نہج البلاغہ، مکتوب ٦٧

13۔ ایضا

14۔ حمیری، عبد اللہ بن جعفر (المتوفی: ۳ھ) قرب الاِسناد، ناشر: مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام، سال: 1413ق، قم ایران

15۔ نہج البلاغہ، قول 136

16۔ الکافی، جلد ۴، صفحہ ۲۵۹

17۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۵۳

18۔ نہج البلاغہ، قول ۵۲۵

19۔ الحج: ۲۸

20۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱

21۔ وسائل الشیعۃ، جلد ۱۱، صفحہ: ۱۴

22۔ الکافی، جلد ۴، صفحۃ ۲۷۱

23۔ آل عمران: ۱۰۳

24۔ آل عمران: ۱۰۵